

اولاد کی تعلیم و تربیت میں والدین کا کردار

قرآن و حدیث کی روشنی میں

مولانا عمران اشرف عثمانی

سید العلوم

مدرسہ اسلامیہ دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

فہرست عنوانات

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	اولاد کی تعلیم و تربیت میں والدین کا کردار	
۲	حضرت لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو وعظ و نصیحت	
۳	حضرت اسماعیل علیہ السلام کا اپنے اہل و عیال کو نماز کا حکم	
۴	اولاد کیلئے کوئی دولت دین و اخلاق سکھانے کے برابر نہیں	
۵	تربیت اولاد کے بارے میں احادیث نبویؐ	
۶	بچوں کو جہاد کی تربیت دینا	
۷	بچوں کی تربیت اور نماز کی تاکید	
۸	اولاد کے پرورش کرنے کا طریقہ	

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿اولاد کی تعلیم و تربیت میں والدین کا کردار﴾

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى

مسلمان ہوں یا کافر دونوں ہی بچوں کے لئے تعلیم و تربیت کو لازمی قرار دیتے ہیں۔ اگرچہ مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کا انداز اور کافر کی تعلیم و تربیت کا انداز جدا ہے، لیکن دونوں اپنے اپنے نظریے، مذہب اور عقائد کی بنیاد پر بچوں کی تعلیم و تربیت کے ضروری ہونے کے قائل ہیں: اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انسانی فطرت کے لحاظ سے بچپن کا دور ہی اس کی پوری زندگی کی بنیاد رکھنے کا زمانہ ہے۔ یہی زمانہ اس کی ذہن سازی کا ہوتا ہے۔ جیسا ذہن بچپن میں بنے گا۔ جوانی اور بڑھاپے تک، اس کے اثرات باقی رہیں گے۔ اگر اس کے اخلاق و کردار کو اچھی تعلیم و تربیت کے سانچے میں ڈھالا جائے گا تو یہ اس کی

پوری زندگی کے لئے ایک سرمایہ ہوگا۔ اور اگر شروع میں بری عاداتیں جڑ چکڑ گئیں تو آگے چل کر ان کی اصلاح نہایت مشکل ہوگی۔

ہم چونکہ مسلمان ہیں اس لئے ہم پر فرض ہے کہ بچوں کی تعلیم و تربیت اسلامی انداز میں کریں۔ ایک طرف تو دین اسلام ہمیں یہ حکم دیتا ہے کہ اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت صحیح اسلامی طریقہ کے مطابق ہونی چاہیے اور اگر والدین اولاد کی صحیح تعلیم و تربیت نہ کریں تو وہ معصیت کے مرتکب ہوں گے۔ دوسری طرف والدین کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ بچوں کے سامنے اپنی زندگی کا بہترین عملی نمونہ پیش کریں۔

کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے بچہ کے اندر سیکھنے کا مادہ بہت وافر مقدار میں رکھا ہے۔ اسی وجہ سے جب اس کا زمانہ طفولیت ہوتا ہے تو وہ اپنے آس پاس کے انسانوں کی حرکات و سکنات دیکھ کر ویسی ہی حرکات اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب بچہ زبان سیکھتا ہے تو وہی زبان جو اس کے بڑے بولتے ہیں، بولنے کی کوشش کرتا ہے، یہ نہیں ہوتا کہ بڑے عربی زبان بولیں اور بچہ اردو بولنے کی کوشش کرے۔ اسی طرح بچہ وہی انداز زندگی سیکھے گا، جو انداز اس کے بڑے اختیار کریں گے۔ لہذا اگر بڑے اس کے سامنے ایک بہتر عملی نمونہ پیش کریں گے تو بچہ وہی نمونہ سیکھے گا۔ اور بڑے ہو کر اس کو اپنائے گا۔

یوں تو بچہ اپنے ہر بڑے کے اقوال و اعمال سے متاثر ہوتا ہے۔ لیکن اس کی زندگی کی تعمیر میں والدین کا کردار سب سے زیادہ

مؤثر ہے کیونکہ بچہ ہر کام والدین سے ہی سیکھتا ہے اس کا واسطہ بھی نسبت اور انسانوں کے والدین سے زیادہ پڑتا ہے اس لئے اس کے صحیح مربی (تربیت کرنے والے) والدین ہی ہو سکتے ہیں۔

چنانچہ اسلام نے والدین کو بچوں کی صحیح تعلیم، تربیت کا ذمہ دار قرار دیا اور اس کے متعلق بہت سے احکام بھی نازل فرمائے۔ چنانچہ بہت سی قرآن حکیم کی آیات اس پر دلالت کرتی ہیں۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سارے ارشادات والدین کو بچوں کی تربیت سے متعلق ہیں۔

قرآن کریم کا ارشاد ہے:

(۱) ﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا﴾ (طہ ۱۳۲)

ترجمہ: ”اور اپنی اہل و عیال کو نماز کا حکم سمجھے اور اس پر ثابت قدم رہیے۔“

(۲) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَغْوَا النَّفْسَ كُفْرًا وَأَهْلِيكُمْ

(التحریم ۶)

نَارًا﴾

ترجمہ: ”اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔“

اسی طرح قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے انبیاء علیہم السلام کے جو حالات مذکور ہوئے ہیں، ان میں بعض انبیاء کرام نے اپنی اولاد کو جو خاص نصیحتیں فرمائیں ان کو قرآن

حکیم نے بطور خاص ذکر فرمایا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی اپنی اولاد کی تربیت کے متعلق یہ وہ نصائح ہیں کہ اگر آج والدین ان کو پلے پاندھ لیں۔ تو ان کی اولاد کبھی بے راہ روی کا شکار نہ ہو۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی یہ نصیحتیں جو قرآن کریم میں مذکور ہیں۔ ذیل میں معارف القرآن کی تشریح کیساتھ نقل کی جاتی ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت لقمان علیہ السلام کے کچھ کلمات حکمت کا ذکر فرمایا ہے۔ جو انہوں نے اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے ارشاد فرمائے تھے۔ وہ کلمات حکمت قرآن حکیم نے اس لئے نقل فرمائے کہ دوسرے لوگ بھی ان سے فائدہ اٹھا سکیں۔

حضرت لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو وعظ و نصیحت

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنِ اشْكُرْ لِلَّهِ وَمَن يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ خَمِيدٌ ۝ وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ۝ يَا بُنَيَّ إِنَّهَا إِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمَاوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ۝ يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأَصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزَمِ

الْأُمُورِ ۝ وَلَا تَصْغُرْ خَدُّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي
الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ
۝ وَأَقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاعْظُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ
اتِّكْرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ۝ ﴿۴﴾

(سورہ لقمان آیت ۱۹ تا ۲۲)

ترجمہ: ”اور ہم نے لقمان کو دانشمندی عطا فرمائی (اور
ساتھ ہی یہ حکم دیا) کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے رہو اور جو
فخض شکر کرے گا وہ اپنے ذاتی نفع کے لئے شکر کرتا
ہے اور جو ناشکری کرے گا تو اللہ تعالیٰ بے نیاز (اور
سب) خوبیوں والا ہے اور جب لقمان نے اپنی بیٹی کو
نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا خدا کیساتھ کسی کو شریک
مت ٹھہراتا، بے شک شرک کرنا بڑا بھاری ظلم ہے۔

بیٹا (حق تعالیٰ کا علم اور قدرت اس درجہ ہے کہ)
اگر (کسی کا) کوئی عمل رائی کے دانہ کے برابر ہو (اور
) پھر وہ کسی پتھر کے اندر رکھا ہو یا وہ آسمانوں کے
اندر ہو یا وہ زمین کے اندر ہو تب بھی اس کو اللہ تعالیٰ
حاضر کر دے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑا باریک بین اور
باخبر ہے (اور اعمال کے باب میں یہ نصیحت کی کہ)
بیٹا نماز پڑھا کرو اور اچھے کاموں کی نصیحت کیا کرو اور

برے کاموں سے منع کیا کر اور تجھے پر جو مصیبت واقع ہو اس پر صبر کیا کر یہ (صبر کرنا) ہمت کے کاموں میں سے ہے اور (اخلاق و عادات کے باب میں یہ نصیحت کی کہ بیٹا) لوگوں سے اپنا رخ مت پھیر اور زمین پر اترا کر مت چل، بیشک اللہ تعالیٰ کسی تکبر کرنے والے، فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتے اور اپنی رفتار میں اعتدال اختیار کر اور (بولنے میں) اپنی آواز کو پست کر، بیشک آوازوں میں سب سے بری آواز گدھوں کی آواز (ہوتی) ہے۔ (تفصیل کیلئے معارف القرآن ج ۷ ص ۳۱ ملاحظہ فرمائیں)

اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو طوفان نوح کے آنے کے بعد آخر وقت تک نصیحت فرمائی جس کو قرآن حکیم نے اس طرح ذکر فرمایا ہے۔

﴿وَهِيَ تَخْرِي بِهِنَّ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ وَنَادَى نُوحٌ ابْنَهُ وَكَانَ فِي مَغْرَبٍ يَا بَنِيَّ اِزْكِبْ مَعَنَا وَلَا تَكُنْ مَعَ الْكَافِرِينَ﴾
(سورہ ہود: ۴۲)

”اور وہ کشتی ان کو پہاڑ جیسی موجوں میں چلنے لگی اور نوح (علیہ السلام) نے اپنے بیٹے کو پکارا اور وہ علیحدہ

مقام پر تھا کہ اے میرے پیارے بیٹے ہمارے ساتھ
سوار ہو جا اور (عقیدہ میں) کافروں کے ساتھ مت
ہو (یعنی کفر کو چھوڑ دے کہ غرق سے بچ جاوے)

(تفسیر معارف القرآن ج ۲ ص ۲۲۲)

قرآن حکیم میں خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور
حضرت یعقوب علیہ السلام کی وہ نصائح ذکر کی ہیں جو انہوں نے اپنی
اولاد کی تھیں۔

﴿وَوَضِیْ بِہَا اِبْرٰہِیْمَ بَیْنَہٗ وَ یَعْقُوْبَ یٰاٰبَیُّ اِنَّ اللّٰہَ
اصْطَلٰی لَکُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْنُ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ﴾
”اور اسی (ملت موصوفہ پر قائم رہنے) کا حکم کر گئے
ہیں ابراہیم (علیہ السلام) اپنے بیٹوں کو اور (اسی طرح
(یعقوب علیہ السلام بھی) اپنے بیٹوں کو جس کا یہ
مضمون تھا کہ) میرے بیٹو! اللہ تعالیٰ نے اس دین
(اسلام اور اطاعت حق) کو تمہارے لئے منتخب فرمایا
ہے، سو تم (دم مرگ تک اس کو مت چھوڑنا اور) بجز
اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت دینا۔“

(معارف القرآن، سورۃ بقرہ ج ۱ ص ۲۲۲)

﴿اِنَّکُمْ کُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ خَضَرَ یَعْقُوْبُ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ

لِيُنَبِّئَهُ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي مَا قَالُوا نَعْبُدُ إِلَهَكَ وَآلَهُ
أَبَاكَ إِسْرَاهِيلَ وَاسْمِعِيلَ وَاسْحَاقَ إِلَهًا وَاحِدًا
وَنَحْنُ لَكَ مُسْلِمُونَ ﴿٥﴾

”کیا تم موجود تھے جس وقت یعقوب (علیہ السلام) کا آخری وقت آیا (اور) جس وقت انہوں نے اپنے بیٹوں سے (تجدید معاہدہ کے لئے) پوچھا کہ تم لوگ میرے (مرنے کے) بعد کس چیز کی پرستش کرو گے، انہوں نے (بالاتفاق) جواب دیا کہ ہم اس (ذات پاک) کی پرستش کریں گے جس کی آپ اور آپ کے بزرگ (حضرات) ابراہیم واسمعیل واسحاق علیہم السلام پرستش کرتے آئے ہیں یعنی وہی معبود جو وحدہ لاشریک ہے اور ہم (احکام میں) اسی کی اطاعت پر (قائم) رہیں گے۔“

(معارف القرآن ج ۱ ص ۲۹۵، سورہ بقرہ)

اس کے ساتھ اہل و عیال پر شفقت و محبت ایک طبعی اور فطری امر ہونے کیساتھ حکم ربانی بھی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اہل و عیال کے لئے دین و دنیا کی آسائش و راحت کے لئے بھی دعائیں مانگی ہیں۔

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ

أَهْلَهُ مِنَ الشَّرَابِ مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
 قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَأَمْتَعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ اضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ
 النَّارِ وَفِي سِوَىٰ الْمَصِيرِ ۝ وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ
 مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ
 السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِن
 ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا
 إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝ (سورہ بقرہ آیت ۱۲۷ تا ۱۲۹)

”اور جب کہا ابراہیم نے اے میرے رب بتا اس
 شہر کو امن کا اور روزی دے اس کے رہنے والوں کو
 میوے جو کوئی ان میں سے ایمان لاوے اللہ پر اور
 قیامت کے دن پر اور فرمایا اور جو کفر کرے اس کو بھی
 نفع پہنچاؤں گا تھوڑے دنوں پھر اس کو جبراً بلاؤں گا
 دوزخ کے عذاب میں اور وہ بری جگہ ہے رہنے کی،
 اور یاد کرو جب اٹھاتے تھے ابراہیم بنیادیں خانہ کعبہ
 کی اور اسمعیل دعا کرتے تھے اے پروردگار ہمارے
 قبول کر ہم سے بے شک تو ہی ہے سننے والا جاننے
 والا اے پروردگار ہمارے اور کر ہم کو حکم بردار اپنا اور
 ہماری اولاد میں بھی کر ایک جماعت فرمانبردار اپنی اور
 بتلا ہم کو قاعدے حج کرنے کے اور ہم کو معاف کر

بیشک تو ہی ہے توبہ قبول کرنے والا مہربان۔“

(تفسیر معارف القرآن ج ۶ ص ۲۷۷ سورہ بقرہ)

سابقہ آیات میں ملت ابراہیم اور اسلام کی حقیقت کا بیان تھا۔ اب آیات مذکورہ میں ایک اور صولی بات قابل نظر ہے کہ ملت ابراہیم کہیں یا اسلام یہ پوری قوم بلکہ ساری دنیا کے لئے ہدایت نامہ ہے پھر اس میں اولاد ابراہیم و یعقوب علیہم السلام کی کیا خصوصیت ہے کہ آیات مذکورہ میں ان کو خاص خطاب فرمایا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے ان برگزیدہ پیغمبروں نے اپنی اولاد کو بطور وصیت خاص اس کی ہدایت فرمائی۔

اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ اولاد کی محبت اور ان کی بھلائی کی فکر مقام رسالت و نبوت بلکہ مقام خلعت کے بھی منافی نہیں۔ اللہ کا وہ خلیل جو ایک وقت اپنے رب کا اشارہ پا کر اپنے چہیتے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے کمر بستہ نظر آتا ہے وہی دوسرے وقت اپنی اولاد کی دینی اور دنیوی آسائش اور بھلائی کے لئے اپنے رب سے دعائیں بھی کرتا ہے۔ دنیا سے رخصت ہونے کے وقت اپنی اولاد کو وہ چیز دے کر جانا چاہتا ہے جو اس کی نظر میں سب سے بڑی نعمت ہے۔ یعنی اسلام جس طرح عام انسان اپنی موت کے وقت یہ چاہتے ہیں کہ جو بڑی سے بڑی دولت ان کے پاس ہے وہ اولاد کو دے جائیں ایک سرمایہ دار تاجر کی آج کل یہ خواہش ہوتی ہے کہ میری اولاد ملوں اور فیکٹریوں کی مالک ہو ان کو امپورٹ اور ایکسپورٹ کے بڑے بڑے

لائسنس ملیں لاکھوں اور کروڑوں کا بینک بیلنس ہو یا ایک سروس والا انسان یہ چاہتا ہے کہ میری اولاد کو اونچے عہدے اور بڑی تنخواہیں ملیں یا ایک صنعت پیشہ آدمی کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کی اولاد صنعت میں کمال حاصل کرے اس کو اس کے اپنی عمر بھر کے گریٹا لئے۔

اسی طرح انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین اولیاء کی سب سے بڑی خواہش یہ ہوتی ہے کہ جس چیز کو وہ اصلی اور دائمی لازوال دولت سمجھتے ہیں۔ وہ ان کی اولاد کو پوری کی پوری مل جائے۔ اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں اور کوششیں بھی۔ آخر وقت میں وصیت بھی اسی کی کرتے ہیں۔ جیسا کہ آیات مذکورہ سے واضح ہے۔

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا الْبَيْتَ آمِنًا
وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ ۝ رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ
كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعْنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي
فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي
بُيُوتَ غَيْرِ ذِي زُرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا
لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي
إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ ۝ رَبِّ
اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ
دُعَاءَ ۝﴾ (سورۃ البقرہ آیہ ۱۲۷-۱۳۳)

”اور جس وقت کہا ابراہیم نے اے رب کہ دے اس شہر

کو امن والا اور دور رکھ مجھ کو اور میری اولاد کو اس بات سے کہ ہم پوجیں مورتوں کو اے رب انہوں نے گمراہ کیا بہت لوگوں کو سو جس نے پیروی کی میری سو وہ تو میرا ہی ہے اور جس نے میرا کہنا نہ مانا سو تو بخشے والا مہربان ہے۔ اے رب میں نے بسایا ہے اپنی ایک اولاد کو میدان میں کہ جہاں کھیتی نہیں ہے تیرے محترم گھر کے پاس۔ اے رب ہمارے تاکہ قائم رکھیں نماز کو سو رکھ بعض لوگوں کے دل کہ مائل ہوں ان کی طرف اور روزی دے ان کو میووں میں سے شاید وہ شکر کریں۔

اے میرے رب مجھ کو بھی نماز کا (خاص) اہتمام کرنے والا رکھیے اور میری اولاد میں بھی بعضوں کو (نماز کا اہتمام کرنے والا رکھیے) اور میری (یہ) دعا قبول کیجئے۔“ (تفسیر معارف القرآن ج ۵ ص ۲۷۷)

حضرت اسمعیل علیہ السلام کا اپنے اہل و عیال کو نماز کا حکم

سورۃ مریم میں خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

﴿وَإِذْ شَرَفْنَا الْكِتَابَ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ۝ وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا ۝﴾

”اور اس کتاب میں اسمعیل علیہ السلام کا بھی ذکر کیجئے
 بلاشبہ وہ وعدے کے (بڑے) چچے تھے اور وہ رسول
 بھی تھے نبی بھی تھے اور اپنے گھر والوں کو نماز و زکوٰۃ
 کا (خصوصاً اور بھی احکام عموماً) حکم کرتے رہتے
 تھے۔“ (تفسیر سارف القرآن ص ۶۲۸)

یہاں پر حضرت اسمعیل علیہ السلام کے خصوصی اوصاف میں
 ایک یہ بھی فرمایا کہ وہ اپنے اہل و عیال کو نماز و زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے۔
 یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کام تو ہر مومن مسلمان کے ذمہ واجب
 ہے کہ اپنے اہل و عیال کو نیک کاموں کی ہدایت کرتا رہے۔ قرآن حکیم
 میں عام مسلمانوں کو خطاب ہے۔ قُواْ اَنْفُسَكُمْ وَاٰهْلِيْكُمْ نَارًا۔
 (یعنی بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے) پھر اس
 میں حضرت اسمعیل کی خصوصیت کیا ہے؟ بات یہ ہے کہ یہ حکم اگرچہ
 عام ہے اور سبھی مسلمان اس کے مکلف ہیں، لیکن حضرت اسمعیل علیہ
 السلام اس کے اہتمام و انتظام میں امتیازی کوشش فرماتے تھے جیسا کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ خصوصی ہدایت ملی تھی کہ وَانذِرْ
 عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ۔ یعنی اپنے خاندان کے قریبی رشتہ داروں کو اللہ
 کے عذاب سے ڈرائیے۔ آپ نے اس کی تعمیل میں اپنے خاندان کو
 جمع کر کے خصوصی خطاب فرمایا۔

دوسری بات یہاں یہ قابل غور ہے کہ انبیاء علیہم السلام سب

کے سب پوری قوم کی ہدایت کے لئے معجوث ہوتے ہیں اور وہ سبھی کو پیغام حق پہنچاتے ہیں اور امر الہی کا پابند کرتے ہیں اہل و عیال کی خصوصیت میں کیا حکمت ہے بات یہ ہے کہ دعوت پیغمبرانہ کے خاص اصول ہیں ان میں یہ اہم بات ہے کہ جو ہدایت عام خلق اللہ کو دیجائے اس کو پہلے اپنے گھر سے شروع کرے اپنے گھر والوں کو اس کا ماننا اور منوانا نسبتاً آسان بھی ہوتا ہے۔ اس کی نگرانی بھی ہر وقت کی جاسکتی ہے اور وہ جب کسی خاص رنگ کو اختیار کر لیں اور اس میں پختہ ہو جائیں تو اس سے ایک دینی ماحول پیدا ہو کر دعوت کو عام کرنے اور دوسروں کی اصلاح کرنے میں بڑی قوت پیدا ہو جاوے گی۔ اصلاح خلق کے لئے سب سے زیادہ مؤثر چیز ایک صحیح دینی ماحول کا وجود میں لانا ہے۔ تجربہ شاہد ہے کہ ہر بھلائی یا برائی نسبت تعلیم و تعلم اور افہام و تفہیم کے زیادہ ماحول کے ذریعے پھیلتی اور بڑھتی ہے۔

اولاد کیلئے کوئی دولت دین و اخلاق سکھانے کے برابر نہیں

انبیاء علیہم السلام کے اس طرز خاص میں عام انسانوں کے لئے بھی یہ ہدایت ملتی ہے کہ وہ جس طرح ان کی دنیوی پرورش اور ان کے دنیوی آرام و راحت کا انتظام کرتے ہیں۔ اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ ان پر لازم ہے کہ اولاد کی فطری، عملی اور اخلاقی تربیت کریں۔ برے راستوں اور برے اعمال و اخلاق سے ان کو بچانے میں سعی و

کریں کہ اولاد کی سچی محبت اور اصل خیر خواہی یہی ہے۔ یہ کوئی عقل کی بات نہیں کہ ایک انسان اپنے بچے کو دھوپ کی گرمی سے بچانے کے لئے تو ساری توانائیاں خرچ کر دے اور دائمی آگ سے اور عذاب نے بچانے کے لئے کوئی دھیان نہ دے، اس کے بدن سے پھانس نکالنے میں تو سارے ذرائع اور وسائل استعمال کرے اور بندوق کی گولی سے نشانہ بننے سے اس کو نہ بچائے۔

انبیاء علیہم السلام کے اس طرز عمل سے ایک اصولی بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ والدین کا فرض اور اولاد کا حق ہے کہ سب سے پہلے ان کی اصلاح و فلاح کی فکر کی جائے ان کے بعد دوسروں کی طرف توجہ کی جائے جس میں دو حکمتیں ہیں۔

اول یہ کہ طبعی اور جسمی تعلق کی بناء پر وہ نصیحت کا اثر زیادہ جلد اور آسانی سے قبول کر سکیں گے اور پھر وہ ان کی تحریک اور اصلاحی کوشش میں ان کے دست و بازو بن کر اشاعت حق میں ان کے معین ہوں گے۔ دوسرے اشاعت حق کا اس سے زیادہ سہل اور مفید راستہ کوئی نہیں کہ ہر گھر کا ذمہ دار آدمی اپنے اہل و عیال کو حق بات سکھانے اور اس پر عمل کرانے کی سعی میں دل و جان سے لگ جائے کہ اس طرح تبلیغ و تعلیم اور اصلاح و تربیت کا دائرہ سمٹ کر صرف گھروں کے ذمہ داروں تک آ جاتا ہے ان کو سکھانا پوری قوم کو سکھانے کے ہم معنی ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم نے اسی تنظیمی اصول کے پیش نظر ارشاد فرمایا:-

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾
 ”اے ایمان والو! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل
 و عیال کو بڑی آگ سے۔“

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو ساری دنیا کے رسول ہیں
 اور جن کی ہدایت قیامت تک آنے والی نسلوں کے لئے عام ہے آپ
 کو بھی سب سے پہلے اس کا حکم دیا گیا کہ
 ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾

”اپنے قریبی رشتہ داروں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیے۔“
 اور ارشاد ہوا

﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا﴾
 یعنی ”اپنے اہل و عیال کو نماز کا حکم سمجھئے اور خود بھی اس
 کے پابند رہئے۔“

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ اس کی تعمیل فرمائی۔
 ایک تیسری حکمت یہ بھی ہے کہ جب تک کسی شخص کے اہل
 و عیال اور قریبی خاندان اس کے نظریات اور عملی پروگرام میں اس کے
 ساتھی اور ہم رنگ نہیں ہوتے تو اس کی تعلیم و تبلیغ دوسروں پر اتنی مؤثر
 نہیں ہوتی، یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ کے
 جواب میں ابتداء اسلام کے وقت عام لوگوں کا یہ جواب ہوتا تھا کہ
 پہلے اپنے خاندان قریش کو تو آپ درست کر لیں۔ پھر ہماری خبر لیں

اور جب خاندان میں اسلام پھیل گیا اور فتح مکہ کے وقت اس کی تکمیل ہوئی تو اس کا نتیجہ قرآن کے الفاظ میں یہ ظاہر ہوا کہ:

﴿يَذْكُرُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا﴾

یعنی ”لوگ اللہ کے دین کے میں فوج در فوج ہو کر داخل ہو گئے۔“

آج کل مسلمانوں میں بے علمی اور بے دینی پھیلنے کی بڑی وجہ یہ ہے کہ والدین اگر خود دین سے واقف اور دیندار بھی ہیں تو اس کی فکر نہیں کرتے کہ ہماری اولاد بھی دیندار ہو کر دائمی راحت کی مستحق ہو۔ عام طور پر ہماری نظریں صرف اولاد کی دنیوی اور چند روزہ راحت پر رہتی ہیں۔ اسی کے لئے انتظامات کرتے رہتے ہیں۔ دولت لازوال کی طرف توجہ نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ آخرت کی فکر میں لگ جائیں اور اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے سب سے بڑا سرمایہ ایمان اور عمل صالح کو سمجھ کر اس کی کوشش کریں۔

تربیت اولاد کے بارے میں احادیث نبویؐ

ان ہی حکمتوں کے پیش نظر جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل و عیال اور اقربا کو خود حق بات سکھانے اور اس پر عمل کرانے میں ہمیشہ دل و جان سے لگے رہے اسی طرح آپؐ نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کے بعد آنے والی ساری امت کو یہ سبق سکھایا کہ اپنی اولاد کو خود حق بات سکھانی اور ان کی صحیح تربیت

کرنی چاہئے، کتنی ساری احادیث ایسی ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ احکامات ہمیں ملتے ہیں۔ جن میں سے چند بطور نمونہ پیش ہیں۔

(۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

﴿لَا يَدُوبُ أَحَدَكُمْ وَلَدُهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَتَصَدَّقَ كُلَّ يَوْمٍ بِنُصْفِ صَاعٍ عَلَى مُسْكِينٍ﴾

(کنز العمال ۱۲/۳۳۸، بحوالہ طبرانی کبیر، حدیث کا حکم من چار من سرہ)

”روزانہ ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے کہ آدمی اپنے لڑکے کو بھلائی کی تعلیم دے۔“

(۲) ﴿عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَابْرَأَ

يَهُودَانِهِ أَوْ نَصْرَانِيَّةً أَوْ مَجْسَانَةً﴾

(کنز العمال ج ۱ ص ۱۳۰۶)

یعنی ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے والدین اس کو یہودی نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں۔

(۳) عَلِّمُوا أَوْلَادَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ الْخَيْرَ وَادَّبُوهُمْ

(رواہ عبد الرزق و سعید بن منصور فی مصنفہ برمز، کنز العمال)

یعنی ”اپنی اولاد کو اور گھر والوں کو بھلائی کی تعلیم دو۔ ان کو ادب سکھاؤ۔“

(۴) ﴿عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وسلم انه قال۔ حق الوالد علی الولد ان یحسن

ادبہ ویحسن اسعہ ﴿(رواد البیہقی)

یعنی ”والد کا حق بچے پر یہ ہے کہ اس کو ادب سکھائے
اور اس کا اچھا نام رکھے۔“

(۵) ﴿عن علی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال اذہوا اولادکم علی ثلاث خصال حب نبیکم
وحب آل بیتہ وتلاوة القرآن﴾

(کنز العمال ج ۱۶ / ۴۵۴۰۹ بحوالہ ابن اثبار)

یعنی ”اپنی اولاد کو تین خصلتیں سکھاؤ اپنے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے محبت، اہل بیت سے محبت اور قرآن کریم
کی تلاوت۔“

(۶) ﴿عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الرجل
راع فی اہلہ ومسؤل عن رعیتہ والمرأة راعیة فی
بیت زوجها ومسئولة عن رعیتہا﴾ (الطحاوی و مسلم)

یعنی ”آدمی نگہبان ہے اپنے اہل و عیال کا اور اس سے
اس کی رعیت (یعنی اہل و عیال) کی پوچھ چکھ ہوگی اور
عورت نگہبان ہے اپنے شوہر کے گھر میں اور اس سے
اس کی رعیت (یعنی اہل و عیال) کی پوچھ چکھ ہوگی۔“

(۷) ﴿عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ

و مسلم انه قال : افتحوا على صبيانكم اول كلمة
 بلا اله الا الله (۔ (روٹی الحکم، کنز العمال ج ۱۶ ص ۲۳۲۲)
 ”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
 حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بچوں کو
 سب سے پہلا کلمہ ”لا اله الا الله“ سکھاؤ۔“

بچوں کو جہاد کی تربیت دینا

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنی اولاد کو جہاد کی تربیت
 دیتے تھے جیسا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث
 سے واضح ہوتا ہے۔

عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ : کنا
 نعلم اولادنا مغازی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کما نعلمهم السورة من القرآن الکریم (۔
 ”حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی
 ہے کہ ہم اپنی اولاد کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
 غزوات کی تعلیم دیتے تھے۔ اسی طرح جیسے ان کو
 قرآن کریم کی سورت کی بھی تعلیم دیتے تھے۔“

بچوں کی تربیت اور نماز کی تاکید

عن عمرو بن العاص عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال مروا أولادكم وهو ابناء سبع سنين واضربوهم عليها وهم ابناء عشر، وفرقوا بينهم في المضاجع۔

(رواہ ابو داؤد، کنز العمال ج ۱۶/۲۵۳۲۳)

”حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جب وہ سات برس کے ہو جائیں۔ دس برس کے ہو جائیں تو ان کو (نماز چھوڑنے کے سبب) مارو اور ان کا بسترہ الگ کر دو۔“

عن معاذ بن جبل قال اوصاني رسول الله صلى الله عليه وسلم بعشر كلمات..... فمنهم وانفق على اهلك من طولك ولا ترفع عنهم عصاك ادبا واحفهم في الله۔

(رواہ احمد والترمذی فی الکبیر واسناد احمد صحیح)

”حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دس چیزوں کی وصیت فرمائی۔ (ان میں سے کچھ یہ ہیں) اپنے گھر

والدوں پر خرچ کرنا۔ تنبیہ کے واسطہ ان پر سے لکڑی نہ
بٹانا۔ اللہ تعالیٰ سے ان کو ڈراتے رہنا۔“

فائدہ

لکڑی نہ ہٹانے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انہیں ہر وقت مارتا
رہے۔ بلکہ یہ عربی زبان کا ایک محاورہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ
اس سے بے فکر نہ ہوں کہ باپ تنبیہ نہیں کرتا اور مارتا نہیں اس لئے جو
چاہو کرتے رہو۔ بلکہ ان کو حدود شرعیہ کے تحت میں رہتے ہوئے کبھی
تنبیہ مارتے بھی رہنا چاہئے۔ کیونکہ بغیر مار کے اکثر تربیت نہیں ہوتی۔
آج کل اولاد کو شرع میں محبت کے جوش میں تنبیہ نہیں کی
جاتی۔ جب وہ بری عادتوں میں پختہ ہو جاتے ہیں تو پھر روتے پھرتے
ہیں۔ حالانکہ یہ اولاد کے ساتھ محبت نہیں سخت دشمنی ہے کہ اس کو بری
عادتوں سے نہ روکا جائے اور مار پیٹ کو محبت کے خلاف سمجھا جائے کون
سمجھدار گوارا کر سکتا ہے کہ اولاد کے پھوڑے پھنسی کو بڑھایا جائے اور اس
وجہ سے کہ نشتر لگانے سے زخم اور تکلیف ہوگی، عمل جراحی نہ کرایا جائے
بلکہ لاکھ بچہ روئے، منہ بنائے، بھاگے بہر حال نشتر لگانا ہی پڑتا ہے۔
بہت سی حدیثوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل
کیا گیا ہے کہ بچہ کو سات برس کی عمر میں نماز کا حکم کرو اور دس برس کی
عمر میں نماز نہ پڑھنے پر مارو۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ
بچوں کی نماز کی نگہبانی کیا کرو اور اچھی باتوں کی ان کو عادت ڈالو۔

حضرت لقمان حکیم کا ارشاد ہے کہ باپ کی ماہ اولاد کیلئے۔ ایسی ہے جیسا کہ کھیتی کے لئے پانی (درمنثور) اور ایک حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:-

﴿ما ورث والد ولده افضل من ادب، مانحل والد ولده افضل من ادب حسن﴾

(کنز العمال ج ۱۶-۳۵۳۳۵، رواہ الترمذی)

یعنی ”کہ کوئی باپ اپنی اولاد کو اس سے افضل عطیہ نہیں دے سکتا کہ اس کو اچھا طریقہ تعلیم کرے۔“

(جامع صغیر)

﴿عن ابی سلیمان مالک بن الحویرث قال أئینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونحن شبیة متقاربون فأقمنا عنده عشرين لیلة فظن أنا اشتھینا أهلینا۔ فسألنا ممن ترکتنا فی أهلینا وكان رفیقنا رعیماً۔ فقال: ارجعوا الی أهلکم فاعلموهم ومروهم وصلوا کما رأیتمونی اصلی فاذا حضرت الصلوة فلیؤذن لکم أحدکم ولیؤمکم اکبرکم﴾۔

(بخاری فی الاواب المفرد، کنز العمال ج ۷-۱۸۸۷۹)

”حضرت ابو سلیمان مالک بن الحویرث فرماتے ہیں کہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ہم

سب ہم عمر نو جوان تھے۔ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیس راتیں قیام کیا۔ پس حضور نے گمان فرمایا کہ ہم اپنے اہل و عیال کو چاہتے ہیں تو حضور نے ہمارے اہل و عیال کے بارے میں پوچھا جن کو ہم اپنے وطن چھوڑ آئے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت رفیق اور مہربان تھے تو انہوں نے ارشاد فرمایا۔ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جاؤ اور ان کو تعلیم دو اور ان کو حکم کرو اور ایسے نماز پڑھو جیسا کہ آپ نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، پس جب نماز کا وقت آ جائے تو تم میں کوئی اذان دے اور بڑا آدمی امامت کرے۔“

عن ابن عمر: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم - زوجوا أبناءكم وبناتكم، حلوهن الذهب والفضة وأجيد والهم الكسوة وأحسنوا اليهن بالخلعة ليرغب فيهن۔

(متدرک حاکم، کنز العمال ج ۱۶-۱۷۹۶۱)

”حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اپنے بیٹیوں اور بیٹیوں کی شادی کرو، اور ان کو سونے اور چاندی سے آراستہ کرو اور ان کو اچھا لباس پہناؤ اور عطیہ دے کر ان پر احسان کرو، تاکہ لوگوں کو ان کی

طرف رغبت ہو۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ:

﴿مَكْتُوبٌ فِي التَّوْرَةِ: مَنْ بَلَغَتْ لَهُ ابْنَةُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ

سَنَةً فَلَمْ يَزُوجْهَا فَأَصَابَتْ أَلَمًا فَلَهَا ذَلِكَ عَلَيْهِ﴾۔

(کنز العمال ج ۱۶، ۳۵۴۱۲، بحوالہ البیہقی فی شعب الایمان)

”تورات میں مذکور ہے کہ جس شخص کی بیٹی کی عمر ۱۲ برس

کی ہو جائے اور وہ اس کی شادی نہ کرے پھر وہ کسی

گناہ میں ملوث ہو تو اس کا گناہ اس کے والد پر ہوگا۔“

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم کا ارشاد ہے۔

﴿أَعِينُوا أَوْلَادَكُمْ عَلَى الْبِرِّ مَنْ شَاءَ اسْتَخْرَجَ

الْعَقُوقَ مِنْ وَلَدِهِ﴾

(کنز العمال ج ۱۶، ۳۵۴۱۹، طبرانی فی المعجم)

یعنی ”اپنی اولاد کی نیکی میں مدد کرو، جو شخص چاہے وہ

اپنی اولاد سے نافرمانی کا عنصر نکال سکتا ہے۔“

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ لِكُلِّ شَجَرَةٍ ثَمَرَةً وَنَحْرَةً الْقَلْبُ الْوَلَدُ﴾

(طہار۔ کنز العمال ج ۱۶، ۳۵۴۱۵)

”ہر درخت کا ایک پھل ہوتا ہے اور دل کا پھل ولد (لڑکا) ہے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ مِنْ حَقِّ الْوَلَدِ عَلَى وَالِدِهِ أَنْ يَعْلَمَهُ الْكِتَابَةَ وَأَنْ يُحَسِّنَ اسْمَهُ وَأَنْ يَزُوجَهُ إِذَا بَلَغَ﴾

(ابن ماجہ، کنز اعمال ج ۱۶-۱۷ ص ۳۵۳)

”اولاد کا حق والد پر یہ ہے کہ اس کو کتابت سکھائے اور اس کا اچھا نام رکھے اور جب وہ بالغ ہو جائے تو اس کی شادی کرے۔“

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿رَحِمَ اللَّهُ وَالِدًا أَعَانَ وَلَدَهُ عَلَى بَرٍّ﴾

(الثواب لابن الشیخ، کنز اعمال ج ۱۶-۱۷ ص ۳۵۳)

”اللہ تعالیٰ رحم کرے ایسے والد پر جو اپنے بیٹے کی نیکی میں مدد کرے۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

﴿اَكْرَمُوا أَوْلَادَكُمْ وَاحْسِنُوا آدَابَهُمْ﴾

”اپنی اولاد کی عزت کرو اور ان کو اچھا ادب سکھاؤ۔“

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

﴿اذبوا اولادکم علی ثلاث خصال حب نبیکم
وحب اهل بیتہ وقرآۃ القرآن فلان حملۃ القرآن فی
ظل اللہ یوم لا ظل الا ظله مع الانبیاء واصفیاء﴾

(کنز العمال ۴/۱۶۹، بحوالہ مسند الفردوس للذہبی ابن النجار)

”اپنی اولاد کو تین خصلتیں سکھاؤ۔ اپنے نبی سے محبت،
اہل بیت نبیؐ سے محبت اور قرآن پاک کی تلاوت۔
کیونکہ قرآن کے حاملین اللہ تعالیٰ کے خصوصی سائے
میں انبیاء و صلحا کیساتھ ہوں گے جس روز سوائے اس
کے سائے کے کسی کا سایہ نہیں ہوگا۔“

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا
ارشاد ہے۔

من ربی صغیر احی یقول۔ لا الہ الا اللہ لم
یحاسبہ اللہ۔ (کنز العمال ۴/۱۶۹)

”جس شخص نے کسی چھوٹے بچہ کی پرورش کی یہاں
تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہے تو اللہ تعالیٰ اس کا محاسبہ
نہیں کریں گے۔“

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:-

﴿مَنْ كَانَ لَهُ صَبِي فَلْيَتَصَابْ لَهُ﴾

(ابن عساکر، کنز العمال ۱۲/۴۵۴۱۳)

”جس شخص کا کوئی بچہ ہو، اس کی خاطر اسے بھی بچہ بننا چاہئے۔“

ان سب احادیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین کو بچوں کی تربیت کے مختلف طریقے تعلیم فرمائے اور ان کو حکم دیا کہ بچوں کو نماز، قرآن، ادب اور اسلام کی تعلیم دو۔ ورنہ والدین سے ان کی عدم تربیت کا آخرت میں مواخذہ ہوگا۔ کیونکہ والدین ہی بچے کو صحیح راہ میں ڈال سکتے ہیں وہ چاہیں تو بچے کی دین اور دنیا سنوار دیں اور چاہیں تو بگاڑ دیں جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر بچہ اپنی فطرت پر پیدا ہوتا ہے، لیکن اس کے والدین اس کو یہودی نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں پس یہ پتہ چلا کہ والدین کا اولاد کی تربیت یا بگاڑ میں بہت بڑا دخل ہے۔

آجکل کے دور میں والدین اپنی اولاد کی طرف سے بہت غفلت برتتے ہیں۔ بچے ذرا بڑے ہوئے تو ان کو قرآن اور اسلام کی تعلیمات دینے بغیر انگریزی اسکولوں میں داخل کر دیتے ہیں، جس کی وجہ سے بچے اپنے والدین کی تربیت، قرآنی تعلیمات اور اسلام سے

دور ہو کر انگریزی آب و ہوا اور دوستوں کی محفلوں کا عادی ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ جب وہ بچے بڑے ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑے ہوتے ہیں تو ان کو حلال و حرام میں تمیز، دین کی طرف رغبت اور گناہوں سے بچنے کی بالکل فکر نہیں ہوتی، وہ چاہے کسی حرام کی آمدنی سے کھائیں، چاہے شرابی کبابی بن جائیں یا دوستوں کی محفل میں اپنا وقت ضائع کریں اس کا کوئی احساس پیدا ہی نہیں ہوتا، اور پھر جب اور بڑے ہوتے ہیں اور باگ دوڑ اس طرح کے حضرات کے ہاتھوں میں آتی ہے تو ان کو سوائے لفظ اسلام کے کچھ پتہ نہیں ہوتا۔ بجائے اس کے کہ وہ جستجو کریں کہ اسلام ہمیں کیا سکھاتا ہے؟ ہم پر شرعاً کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور ہم کس حد تک ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔ وہ نہ صرف یہ کہ خود راہ ہدایت سے دور ہو جاتے ہیں بلکہ اسلامی اصول و شعائر کا کھلے بندوں مذاق اڑاتے ہیں اور داعی سنت کو برا کہنا اور ان پر طعن و تشنیع کرنا ان کا وطیرہ بن جاتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ والدین کی تربیت نہ کرنے اور اپنے سے دور رکھنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ صرف اولاد دین اور اخلاق سے عاری ہو جاتی ہے بلکہ اپنے بڑوں اور والدین کا ادب اور احترام حتیٰ کہ والدین کی محبت بھی ان کے دلوں میں کما حقہ باقی نہیں رہتی۔

قرآن کریم اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کی صحیح تربیت کے طریقے بتائے ہیں۔ اگر بچوں کی اس طرح تربیت کی

جائے تو نہ صرف یہ کہ اس میں دین کی بھلائی ہے۔ بلکہ دنیا میں بھی ہر طرح سے فائدہ مند ہے۔ آج مسلم اقوام کی زبوں حالی اور ذلت اور رسوائی کا ایک بڑا سبب نسل نو کی اخلاقی تربیت کا فقدان ہے اور غیر اسلامی طریقے پر تربیت کرنا ہے۔ بچوں کو دینی تعلیمات اور دینی راستہ پر نہیں لگا سکتے تو کم از کم یہ کرنا چاہیے کہ بچپن میں سب سے پہلے بچوں کو قرآن حکیم کی تعلیم اور اسلامی عقائد سے روشناس کرایا جائے تاکہ بچپن ہی سے اسلام کی طرف مائل ہونا شروع کر دے کیونکہ اگر بچپن میں ذہن اسلامی سانچہ میں ڈھل جائے تو بڑے ہو کر اس کا رجحان اطاعت اسلام اور اطاعت والدین کی طرف ہی ہوگا۔

ابھی جو قرآنی آیات اور احادیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ذکر کی گئی ہیں وہ بچوں کی صحیح تربیت کی اساس اور بنیاد ہیں ان پر عمل کرنا چاہیے۔ نیز حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بچوں کی تربیت کے متعلق ایک پورا باب بہشتی زیور میں بیان فرمایا ہے۔ یہ باب ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

اولاد کی پرورش کرنے کا طریقہ

جاننا چاہیے کہ یہ امر بہت ہی خیال رکھنے کے قابل ہے کیونکہ بچپن میں جو عادت بھلی یا بری پختہ ہو جاتی ہے۔ وہ عمر بھر نہیں جاتی اس لئے بچپن سے جوان ہونے تک ان باتوں کا تربیت وار ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) ٹیک بخت دیندار عورت کا دودھ پلائیں، دودھ کا بہت اثر ہوتا ہے۔

(۲) عورتوں کی عادت ہے کہ بچوں کو کہیں سپاسی سے ڈراتی ہیں کہیں اور ڈراؤنی چیزوں سے سو یہ بری بات ہے اس سے بچہ کا دل کمزور ہو جاتا ہے۔ اس کے دودھ پلانے کے لئے اور کھانا کھلانے کے لئے وقت مقرر رکھو کہ وہ تندرست رہے۔

(۳) اس کو صاف ستھرا رکھو کہ اس سے تندرستی رہتی ہے۔

(۴) اس کا بہت بناؤ سنگھار مت کرو۔

(۵) اگر لڑکا ہو اس کے سر پر بال مت بڑھاؤ۔

(۶) اگر لڑکی ہے اس کو جب تک پردہ میں بیٹھنے کے لائق نہ

ہو جائے زیور مت پہناؤ۔ اس سے ایک تو جان کا خطرہ ہے دوسرے بچپن ہی سے زیور کا شوق دل میں ہونا اچھا نہیں ہے۔

(۷) بچوں کے ہاتھ سے غریبوں کو کھانا کپڑا پیسہ اور ایسی چیزیں

دلوایا کرو۔ اسی طرح کھاتے پینے کی چیز ان کے بھائی بہنوں کو

یا اور بچوں کو تقسیم کرایا کرو تا کہ ان کو سخاوت کی عادت ہو، مگر یہ

یاد رکھو کہ تم اپنی چیزیں ان کے ہاتھ سے دلوایا کرو خود جو چیز

شروع سے ان ہی کی ملک ہو اس کا دلوانا کسی کو درست نہیں۔

(۸) زیادہ کھانے والوں کی برائی اس کے سامنے کیا کرو مگر کسی کا

نام لے کر نہیں بلکہ اس طرح کہ جو کوئی بہت کھاتا ہے لوگ

اسے جہشی سمجھتے ہیں۔ اس کو نیل جانتے ہیں۔

(۹) اگر لڑکا ہو سفید کپڑے کی رغبت اس کے دل میں پیدا کرو

اور رنگین اور تکلف کے لباس سے اس کو نفرت دلاؤ کہ ایسے کپڑے لڑکیاں پہنتی ہیں۔ تم ماشاء اللہ مرد ہو ہمیشہ اس کے سامنے ایسی باتیں کیا کرو۔

(۱۰) اگر لڑکی ہو تب بھی زیادہ مانگ چوٹی بہت تکلف کے کپڑوں

کی اس کو عادت مت ڈالو۔

(۱۱) اس کی سب ضدیں پوری مت کرو کہ اس سے مزاج بگڑ جاتا

ہے (۱۲) چلا کر بولنے سے روکو، خاص کر لڑکی سے تو چلانے پر خوب

ڈانٹو ورنہ بڑی ہو کر وہی عادت ہو جائے گی۔

(۱۳) جن بچوں کی عادتیں خراب ہیں یا پڑھنے لکھنے سے بھاگتے

ہیں یا وہ تکلف کے کھانے کپڑے کے عادی ہیں۔ ان کے

پاس بیٹھنے سے ان کے ساتھ کھیلنے سے ان کو بچاؤ۔

(۱۴) ان باتوں سے اس کو نفرت دلاتی رہو، غصہ، جھوٹ بولنا، کسی

کو دیکھ کر جلنا یا حرص کرنا، چوری، چغلی کھانا، اپنی بات کی سچ

کرنا۔ خواہ مخواہ اس کو ہنانا، بے فائدہ بہت باتیں کرنا بے

بات ہنسا یا زیادہ ہنسا، دھوکہ دینا۔ بھلی بری بات کا نہ

سوچنا۔ اور جب ان باتوں میں سے کوئی بات ہو جائے تو

فورا اس کو روکو اس پر تنبیہ کرو۔

(۱۵) اگر کوئی چیز توڑ پھوڑ دے یا کسی کو مار بیٹھے مناسب سزا دو تا کہ پھر

ایسا نہ کرے ایسی باتوں میں پیار و لار ہمیشہ بچے کو کھودیتا ہے۔

(۱۶) بہت سویرے مت سونے دو۔

(۱۷) سویرے جاگنے کی عادت ڈالو۔

(۱۸) جب سات برس کی عمر ہو جائے نماز کی عادت ڈالو۔

(۱۹) جب مکتب میں جانے کے قابل ہو جائے اول قرآن مجید

پڑھوؤ۔

(۲۰) جہاں تک ہو سکے اُسے دیندار استاد سے پڑھوؤ۔

(۲۱) مکتب میں جانے میں کبھی رعایت مت کرو۔

(۲۲) کسی کسی وقت انہیں نیک لوگوں کی حکایتیں سنایا کرو۔ کتاب

حکایات صحابہ بچوں کو خصوصیت سے پڑھائیں۔

(۲۳) ان کو ایسی کتابیں مت دیکھنے دو جس میں عاشق و معشوق کی

باتیں یا شرع کے خلاف مضمون یا اور بے ہودہ قصے یا غزلیں

وغیرہ ہوں۔

(۲۴) ایسی کتابیں پڑھوؤ جن میں دین کی باتیں اور دنیا کی

ضروری کاروائی آجائے۔

(۲۵) مکتب سے آجانے کے بعد کسی قدر دل بہلانے کے لئے

اس کو کھیلنے کی اجازت دو تا کہ ان کی طبیعت کندہ ہو جائے

لیکن کھیل ایسا ہو جس میں کوئی گناہ نہ ہو چوٹ لگنے کا اندیشہ نہ ہو۔

(۲۶) آتش بازی یا بلبہ خریدنے کے لئے پیسہ نہ دو۔

(۲۷) کھیل تماشے دکھانے کی عادت مت ڈالو۔

(۲۸) اولاد کو ضرور کوئی ایسا ہنر سکھا دو کہ جس سے ضرورت اور

مصیبت کے وقت چار پیسے حاصل کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا گزارہ کر سکے۔

(۲۹) لڑکیوں کو اتنا لکھنا سکھا دو کہ ضروری خط اور گھر کا حساب کتاب لکھ سکیں۔

(۳۰) بچوں کو عادت ڈالو کہ اپنا کام خود اپنے ہاتھ سے کیا کریں

ایا جج اور ست نہ ہو جائیں۔ ان کو کہو کہ رات کو اپنا کچھوٹا

اپنے ہاتھ سے بچھائیں صبح کو اٹھ کر تہہ کر کے احتیاط سے رکھ

دیں کپڑوں کی گٹھڑی اپنے انتظام میں رکھیں۔ ادھر اچھنا

خود ہی لیا کریں۔ کپڑے خواہ میلے ہوں خواہ اجلے ایسی جگہ

رکھا کریں جہاں کپڑے جلنے کا اندیشہ نہ ہو۔ دھو بن کو خود

گھن کر دیں اور لکھ دیں اور گھن کر پڑتال کر لیں۔

(۳۱) لڑکیوں کو تاکید کرو کہ جو زیور تمہارے بدن پر ہے۔ رات کو

سونے سے پہلے اور صبح کو جب اٹھو دیکھ بھال لیا کرو۔

(۳۲) لڑکیوں سے کہو جو کام کھانے پکانے سینے پرونے کپڑے

رنگنے، چیز بننے کا گھر میں ہوا کرے اس میں غور کر کے دیکھا کرو۔ کہ کیسے ہو رہا ہے۔

(۳۳) جب بچے سے کوئی بات خوبی کی ظاہر ہو اس پر خوب شاباش دو۔ پیار کرو۔ بلکہ اس کو کچھ انعام دوتا کہ اس کا کچھ دل بڑھے اور جب اس کی کوئی بری بات دیکھو اول تنہائی میں اُسے سمجھاؤ کہ دیکھو بری بات ہے دیکھنے والے دل میں کیا کہتے ہوں گے اور جس جس کو خبر ہوگی وہ دل میں کیا کہے گا۔ خبردار پھر ایسا مت کرنا نیک بخت لڑکے ایسا نہیں کرتے اور پھر وہی کام کرے تو مناسب سزا دو۔

(۳۴) ماں کو چاہیے کہ بچہ کو باپ سے ڈراتی رہا کرے۔

(۳۵) بچے کو کوئی کام چھپا کر مت کرنے دو۔ کھیل ہو یا کھانا ہو یا اور کوئی شغل ہو جو کام چھپا کر کرے گا۔ سمجھا جاؤ کہ وہ اس کو برا سمجھتا ہے۔ سو وہ اگر برا ہے تو اس سے چھڑاؤ اور اگر اچھا ہے جیسے کھانا پینا تو اس سے کہو کہ وہ سب کے سامنے کھائے پئے۔

(۳۶) کوئی کام محنت کا اس کے ذمہ مقرر کر دو جس سے صحت اور ہمت رہے سستی نہ آتے پائے مثلاً لڑکوں کے لئے ڈنڈ، گمڈ کرنا۔ ایک آدھ میل چلنا، اور لڑکی کے لئے چلکی یا چرخہ چلانا بہت ضروری ہے اس میں یہ بھی فائدہ ہے کہ ان کاموں کو عیب نہیں سمجھیں گے۔

(۳۷) چلنے میں تاکید کرو کہ بہت جلدی نہ چلے نگاہ اوپر اٹھا کر نہ چلے۔

(۳۸) اس کو عاجزی اختیار کرنے کی عادات ڈالو، زبان سے چال سے شیخی نہ بگھارنے پائے یہاں تک کہ اپنے ہم عمر کے بچوں میں بیٹھ کر اپنے کپڑوں یا مکان یا خاندان یا کتاب و دوات تختی تک کی تعریف نہ کرنے پائے۔

(۳۹) کبھی کبھی اس کو دو چار پیسہ دیدیا کرو کہ اپنی مرضی کے موافق پیسے خرچ کر لیا کرے۔ مگر اس کی یہ عادت ڈالو کہ کوئی چیز تم سے چھپا کر نہ خریدے۔

(۴۰) اس کو کھانے کا طریقہ اور محفل میں اٹھنے بیٹھنے کا طریقہ سکھلاؤ۔ اس کے علاوہ تربیت اولاد کے موضوع پر شیخ عبد اللہ بن صالح علوان کی ایک تصنیف ”تربیت الاولاد فی الاسلام“ ہے جس کا اردو ترجمہ حضرت علامہ ڈاکٹر حبیب اللہ مختار صاحب مدظلہم العالی نے کیا ہے اس کتاب کا نام ”اسلام اور تربیت اولاد“ ہے یہ اس موضوع پر ایک جامع کتاب ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین، وصلى الله تعالى
على خير خلقه محمد وعلى آله وصحبه أجمعين۔ اللهم
اغفر لي ولوالدي وللمسلمين ولمن سعى فيه۔

بیتِ علوم کی مطبوعات

ایک نظر میں

قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا	ڈاکٹر ذوالفقار عظیم
مختصر عربی انسائیکلو پیڈیا	ڈاکٹر ذوالفقار عظیم
صحابہ کرام انسائیکلو پیڈیا	ڈاکٹر ذوالفقار عظیم
خواتین کی تعبیر انسائیکلو پیڈیا	عماد علی اعظمی، بی بی
نوائس کے اسلامی دیانات	سورنا عالم شمس
حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ	مولانا امجد علی شاہ شاہ
گناہوں کے نقصانات اور ان کا علاج	مولانا امجد علی شاہ شاہ
اصلاحی مواقع	۴ جلد
اصلاحی تقریریں	۴ جلد
ازواجِ مطہرات کے دلچسپ واقعات	بی بی امجد علی شاہ
اسلامی ماحکماؤں کی حکمتیں	شیخ عبداللہ بن مسعودؓ
تاریخ الشاہیر	تاج علی شاہ شاہ شاہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دن اور رات	شیخ ابوبکر بن مسعودؓ
فضائلِ امیرِ بیتِ صحابہ کرامؓ	امجد علی شاہ شاہ
قصصِ معارف القرآن	امجد علی شاہ شاہ
کھبر کی اہمیت و افادیت	امجد علی شاہ شاہ
مقامِ نبوتؐ	امجد علی شاہ شاہ
قیامت کی نشانیاں	امجد علی شاہ شاہ
اولاد کی تربیت قرآن و حدیث کی روشنی میں	امجد علی شاہ
مستاسب الصحابہؓ	امجد علی شاہ شاہ